

①

## جہاں اردو (اسائنس ۳)

سوال: نم راشد کی نظم "اندھا کبڑی" کا مرکزی کردار آخر میں چالوں نے سماں اس نے دام بھی ادا کرنے کے تباہ ہو جاتا ہے۔ اس پر بخال میں وہ انسان یوں لریا ہے کہ کیا انہما کبڑی کس اور حقیقت کی طرف اشارہ کر رہا ہے یا عالمت بن گیا ہے؟ تفصیل کے ساتھ بیان کریں۔

نم راشد اردو زبان کے مشہور شعراء میں سے ایک ہیں جنہوں نے اردو ادب میں آزاد نظم کی بنیاد رکھی۔ ان کی نظموں میں عالمق اور خیری نویسیت کے موضوعات کا تنزہ شامل ہے جیسا کہ انقلاب، سماجی مساوات، صرفی یا فتنہ (سائنسی) دور میں انسان کی زندگی و مکاری اسی زمانے میں جلد روایتی اردو شاعری اور ترقی بسی خوب اپنے عروج پر تھیں، راشد نے جلد شاعری میں ایڈنگ رزا ویسے کی بنیاد رکھی اور آزاد نظم اور عالمت نظاری کی خوبی کا آغاز کیا۔

خطاب میں شامل نم راشد کی نظم "اندھا کبڑی" ایک بیرونی اور درونی رکھنے والے شخص کی فیضی ہے جو چاہتا ہے کہ لوگ اسے خواہ، اصریں اور خیالات تریں نہ کریں اور ان کی اہمیت کو جائیں۔

اس نظم میں شاعر نے اندھا کبڑی کے کردار کو اپنیا ہے، وہ اپنے آپ کو اُن ایسے کبڑی سے تشہید دے رہے ہے میں جو توگوں نے ترک کر دے چالوں کو گلی کو جوں سے

جھوک رہا ہے۔ شہر کے کوئوں کوئوں میں بھی یہ خواب اپنی اصل شکل کھو جکے ہوتا ہے ایک سبزی کی طرح، شاگران خوابوں کی مرمت کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کی قیمت کو بچان سکیں۔

یہاں ایک بات قابل غور ہے اور وہ یہ کہ "خواب گر میں ہیں، صورت گر شانی ہیں" شاگری بتانا جاہ دیے کہ نہ خواب، خیالات اس شہر کے لوگوں کے ہیں، صیرے ہیں، میں توں ان کو دل سے محبوس کر جان کی اچھیت کی طرح رکھتا ہیں اور ان خوابوں کی مرمت کر کے ان کو قابل قیمت بناتا ہیں۔

نعلم میں ہم نہ بڑھا کر ارزش کبڑی پرے خوابوں کو کچھ دامون لے نہ لے بینا جائیتا ہے مگر مجھ مفت دینے اور یہاں بیک کر دام ہیں جیسے پر تیار ہوتا ہے۔ اسکے کیونکہ شہر والے حقیقت کی تباہی میں ڈوبے ہوئے ہیں، اپنے خواب، خیالات اور امداد میں رُک کر چکے ہیں۔ ان لوگوں نے حقیقت کو اپنے اوپر مسلط کر لیا ہے اور ان کا یہ حال یہ کہ وہ خواب دیکھنا ہیں ہیں چاہتے، کسی قسم کے بناوے نے بارے میں سوچنا لکھ نہیں جائتے۔ لیکن لوگ شکست خوردہ ہیں، حقیقت سے خوفزدہ ہیں، یہ خواب دیکھ نہیں سکتے، ان کی تغیری کرنالے دور کی بات ہے۔

اونٹ کبڑی اور اس کی خوابوں کی دکان کو شاگری کا اسٹارو ٹھیک سما جاسکتا ہے۔ ایک شاگر اپنی شاگری کے ذریعے لوگوں کے دل ودماغ کو متاثر کرنے کی اپنی سی کوشش کرتا ہے، اپنے خواب، امداد میں اور انقلابیں

خیالات کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ یہی ایک شاہر کی قیمت  
کیونکہ یہ واحد خریدار ہے جس سے وہ دنیا کی  
بیشتر میں اپنا گردار ادا کرتا ہے۔

اس انہاٹ کیسٹری سے لوگ خوب خریدتے کہ تیرین  
کیونکہ ان کو صحیح قیمت کا منظہ ہے۔ وہ اس  
جنت کو تسلیم کرنے سے مانع ہیں کہ یہ خوب اصل میں  
ان کے این پس جفیں اھلوں نے نظر انداز کر دیا اور یوں  
وہ خوب در در کی ٹھوکروں کا منکار بن چکا۔ اب یہ  
لوگ جو خوبیں خوبیں ترک کر رکھدے ہیں، انہاٹ کیسٹری  
کی قیمت کر دو خاںوں کو یوں بڑھ رہے ہیں جس کے لئے  
تے رکھ کر خوب دلیں تو کوئی بھی نہیں۔ جتنا ان لوگوں  
کو خوبیں پہنچاوے اسکے لئے اس کی قیمت اپنے موت کو  
لے اٹھوں خوبیں کو صفت دینا چاہتا ہے مگر اس  
لوگ ان خاںوں کی قیمت کے بارے میں مزید مصنوع  
بیوچا ہے۔ شاہر اسے خود کی وجہ سے یہ خوب  
صفت باشنا چاہتا ہے مگر لوگ اس کی قیمت ان خاںوں سے  
79 روپاں رہے ہیں۔

اس رہ انہاٹ کیسٹری اپنی کو شتوں کی درجہ پر جمع چھا ہے۔  
اس کی بے سی بروجیہ ہے، وہ جا ہنا ہے کہ لوگ کسی بھی  
طرح اپنی سمات خود کی قیمت سے باہر آ جائیں اور خاںوں  
کے تسلیم کریں لہذا وہ خود دام ادا کے لوگوں کو  
خوب لئے کی طرف متوجہ کرتا ہے تاکہ چلو دام کی لالج  
میں ہی لوگ اسے رک کر دو خاںوں کو تسلیم ریس  
اور دینا میں امن یعنی بھتی لئے والپس روشن ہو سکے۔  
”خاںوں کے ساتھ ان دام پر ہے لہو“ یہ انہاٹ کیسٹری (شاہر)  
کے درود لے احمد اور دینا کے لئے فر کی زندہ نشانی ہے۔